Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۱۲۶ سے لایق توجہ و ملاحظہ مسلمانان عالی ہمت و مہربان گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معہ

فتاویٰ در مسایل مذاہب مجددین اہل السنۃ

بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب خریداران		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ بابسار	قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ
درجہ	مرتبہ			
۱	اخص قسمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۲۴ روپیہ	۶ روپے
۲	خاص قسمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و اعانیہ ولائبریری ہا و سوسائٹی ہا	۲۰ روپیہ	۵ روپے
۳	عام قسمت	متوسط اہل وسعت	۱۶ روپیہ	۴ روپے
۴	رعایتی قسمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی۔ کہیں اور سالانہ چندہ دیتے ہیں	۱۲ روپیہ	۳ روپے
۵	للّٰہی قسمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت کہیں اشاعۃ السنۃ کو دعا	مجانا	مجانا

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہئے۔ وارسال زر بیرنگ منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری از الیہ کوٹلہ ضلع لودہانہ

Malerkotla

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

(دفعہ ۱)

اشتہار

(یکبارہ)

فاکسار بدیہ استھار یک ہزار روپیہ نقد کہ تاریخ الوقت کا اس شخص کو وعدہ انعام دیتا ہے جو ان مقدمات و بینات کا جو الہدیٰ کے ذمہ لگائے ہیں (اور دو اشاعۃ السنہ جلد ۶ صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹ سے منقول ہیں) اگر ان کتب معمولہ متمسک سے دو جزو قادیانی و سفاء خلفان کی متمسک بہا ہیں) ثابت کرے یا ان کا داخل مذہب اہلحدیث ہونا اس اصول و قانون سے جو فتاہ حضرت شاہ ولی اللہ و میزان شعرانی و الیواقیت و میزان شعرانی و الیواقیت ملاحیات سندی اور اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۶ صفحہ ۱۸۴ بیان ہوا ثابت کرے

المستہتر
محمد حسین لاہوری
ابو سعید

التماس

ارباب ریاض و رؤسا کو اختیار ہے کہ اشاعۃ السنہ کو خرید کر یہ رسالہ مفید عام و اصلاح ذات بین و دفع اختلاف و اتحاد اہل اسلام ترویج کریں

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحّم و توجّہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور اُسکے سر مین یہ آفت ہی ایسا ہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی حقر سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بہائی یا حاکم وقت کی کچہہ نہ کچہہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجہے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچہہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اِس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچہہ جواب† نہین)

اسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی پہلی اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سی خواستگار ہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی دنیا و آخرت کا خوف رکہکر سُنے تو جواب ہی جو مضمون آیندہ مجدد مین بصفحہ (۱۳۸) عنقریب آویگا۔

ناظرین باتمکین اس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجہین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجہکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکہکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ع بر من منگر بر کرم خویش نگر۔

تمہید دوم

یہہ ایک سرسری اور اکثری بات ہی کہ گورنمنٹ نیوٹل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اُسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ بات کُلّیۃً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکہتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہی بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا خاصکر اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہی جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سی تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اُسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنی مذہب کی ہدایت سی (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجہتا ہی گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے لوگون کو ترغیب* دی تو کیا گورنمنٹ اسکو اس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روکتی؟

* چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنی مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہی بلکہ اُسکو بطور رسالہ چہاپکر مشتہر کر دیا ہے ہم اُنکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابھی مناسب نہین سمجہتی اگر ہماری یہ اجمالی اشارون اور خفیف نسخون نی ان بیمارون پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے۔

اِس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہی پہر وہ ہمکو ہمارے اِس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہماری مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سی اِسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ گو مین نیوٹل ہون اور کسیکی مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اِسی حد تک اور اِسی مسئلہ مذہبی کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سی تعلق نہ ہو اور یہہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہی جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سی بھی پورا تعلق ہے۔ اِس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اُسکو ہندوستان چہوڑ کر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہو سکتی ہے اسلئے کہ مذہبی مخالفت جو اِس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے۔

(۴) ایک مسلمان ہندؤن کے بُتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اِس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجہہ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اِس فرض کے ادا کرنیسے نہین روکتی؟ بیشک روکتی ہے۔

اسپر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچہہ نہین دیسکتی کہ اِس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے۔ اِسکے نظایر اور بہت ہین از انجملہ بعض نظایر† کا ذکر مضمون آیندہ مجدد کے خاتمہ پر بیان ہوگا۔

† جیسے ہندؤن مین ستی ہونا تپسیا کر کے خودکشی کرنا مسلمانون مین بردہ فروشی حدود شرعی جاری کرنا وغیرہ۔

تمہیدات ہو چکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد محب القوم والوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید و ترغیب مین پُرزور و با اثر مضامین قید قلم مین لاکر اخبارون اور رسائل مین چہپواتے ہین اور اس اتفاق و اتحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارے ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون قسمت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ) درپئی تفرقہ و فساد و باہمی بغض و عناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین - کینہ و عداوت و تفرقہ و مہاجرت کا سبق پڑہاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر و تقریر علیحدگی و نفاق کی منادی سُناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق ہین صرف فروعات مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجہو انکو اپنی مسجدون سے نکالدو ان کے پیچہے نماز نہ پڑہو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرو وعلی ہذا القیاس - اور جب وہ دیکہتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہہ احکام نہین لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرنیکے لئے جہوٹ و افترا سے کام لیتے ہین - اپنے مسلمان اور سُنی بھائیونکی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت کے احاطہ سے نکال دین (جیسے انکا یہہ افترا کہ خدا تعالی کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اور یہہ افترا کہ انبیا علیہم السلام کو خطاکار یا گنہگار کہنا جائز ہے - اور یہہ افترا کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین - اور یہہ افترا کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے - اور یہہ افترا کہ چارون امامون کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

نوٹ ٭ دیکہو مضمون منافع اتفاق و مضار نفاق مندرجہ اخبار مشیر قیصر نمبر ۳۷ جلد ۵ مطبوعہ ۱۱ ستمبر ۸۳ء) جو ایک نامی اہل اسلام کا لکہا ہوا ہے اور نہایت پُر زور ہی موقع ملا تو ہم اسکا خلاصہ کسی پرچہ مین نقل کرینگے - اور مضمون ہی اشاعت (مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۳) اور مضمون اشاعت مذہب اسلام (مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳) اور مضمون کفر و کافر (مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴) وغیرہ وغیرہ -

٭ جیسے انجمن ہمدردی اسلامی لاہور و انجمن اسلامیہ لاہور حسب بنا و اصول جدیدہ و انجمن اسلامیہ میرٹھ وغیرہ وغیرہ

کی متبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ افترا کہ خنزیر کی چربی حلال ہے - اور معاذ اللہ ——— نے وہ پنیر شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے اور یہہ افترا کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پہننا درست ہی اور یہہ افترا کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیون کا کام ہے اور یہہ افترا کہ وضو مین بجائے پاؤن دہونے کے انپر مسح کرنا فرض ہے وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

اِس قسم کی افترا پردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سی پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سی ہر ایک فن (بہلے یا بُرے) کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے - وہان کے علما و صلحا ہین تو بے مثل ہین مفسد و شوہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پہر اور دیار و امصار (ہندوستان و پنجاب) مین پھیلتی ہین - ان باتون کو ناواقف خُدا ترس (اِس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے مُہری فتوی مین منقول و مندرج ہین اور مفسد شریر النفس (اپنی خُبث باطنی کے اقتضا سے) بدل قبول کرتے ہین اور عام لوگون مین پہیلاتے ہین اور یوماً فیوماً بغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے ہین - یہہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی مین مدت سی گرم تھا ۱۸۸۱ء مین جی جی ینگ صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری (جو اِس تفرقہ و فساد کے نتائج تھے) کے سُننے سے تنگ آکر اِس بازار کو سرد کرنا چاہا - اور جانبین کے علماء و مقتداون کو بُلا کر دوستانہ طور پر سمجہایا کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکہین تسپر فریقین کے سرآمد علماء نے جو اُسوقت مرجع افتاء تھے توجہ فرمائی اور ایک تحریر پُر تاثیر خوش تقریر (جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے اپنے فریق کے علماء و فضلاء کے دستخطون و مواہیر سے مسجل و مزین فرماکر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ کے

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ و تحقیق کے لئے) پیش کی - اس تحریر کو بتمامہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کر چکے ہین - اسمقام مین اسکا ایک حصہ بعینہ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین -

نقل پارہ از تحریر علمأ دہلی مدخلہ و مصدقہ عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بیمعنی برپا کر کے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر سے گذرے ہر چند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا - اور باہم فساد و عناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اور بلاد و قصبات مین بھی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی - حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تھا - ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تہا اور آپسمین محبت و اتحاد تھا اور آجکل لوگ اُنھین فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حرمتون مین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوۃ رفع الیدین فی الصلوۃ - رفع سبابہ و دیگر مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجھا - اور بعض نے سُنن موکدہ - غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے -

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص

والعبادات
والحرکات
والئی ریاست
والسکنات

کرے اُسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہئے اور جو نکرے اُسپر اعتراض کرتا ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور اُسپر سخت محبت اور انتشار کرے ہین کوئی کسیکو بُرا اور بدمذہب نجانے۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرامد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل سے بجالانیکا مجاز و مختار ہے۔"

نقل ہوا ہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہیں۔

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
محمد سید نذیر حسین ۱۲	اس گروہ کے رئیس اللہ ہین اور حدیث کے مدرس و مفتی۔	محمد نشاہ	اس فریق کے امام و مناظر و مصنف و مدرس حقیقی کے معاون ناصر	محمد عبداللہ	مدرس مولوی عبدالحکیم مدرسہ چوڑی والی محل دہلی کے پڑھے ہوئے ہیں
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے	۱۲۹۰ محمد عبدالرب	واعظ مشہور دہلی و سنابنو	۱۲۸۴ عبدہ محمد	حافظ و واعظ مشہور
زشرف سید کونین شرف شریف حسین	مولینا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور وارث	الحق عبدالحق محمد	مدرس مدرسہ سعیدیہ شعبہ تدریس		
			سعید فیوضی محمد رحیم بخش نبیرہ سید فیوضی		

فریق ثالث بالخیر جنکو دونو فریق سے مساوی تعلق ہے

انہ کان منصورا	سید محمد امام مسجد جہان نما

مولوی ابوالمنصور امام مسجد جہان نما ۔ خادم شہر اور جامع مسجد دہلی امام

اس تحریر پر ان علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرین گے صرف ان علماء کی مہرین نقل کی ہین جنکا علماء و مقتدا ہونا اسوقت اپنے اپنے فریق مین مسلم

ومشہور ہی +

یہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیر ان مردہ دلون پر (جو حسد وعناد وشر وفساد پلائے گئے ہین زہر ملاہل نکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا رہوئی تہی انکو موت ہی بھی بدتر معلوم ہوئے پس فعاس عہد کے توڑنے اور اس صلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کے درپی ہوگئے۔

ایک مدت کے بعد پھلے تو اونھون نے یہ تدبیر فساد وباہمی جنگ وعناد کی نکالی کہ ایک تحریر جناب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ "نقل کفر کفر نباشد" مسئلہ مشہور ہی ہمارے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہین اور قلم وزبان کو ہمارے شرم وحیا کے طاقت بیان نہین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہی - کہ تمہارے اکابر مذہب ومشائخ طریقت کے فلان وفلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اس مقام مین گستاخی وبے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر ومرتد وجہنمی گذرے ہین اور ہمارے علماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم ومجتہد ہین اسی قسم کے اور کفریات واکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سے بعید ہی)

اس خط کو اور مفسدون نے خود ہی دہلی - دیوبند - سہارنپور - گنگوہ - لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہند وستان وپنجاب مین پہیلایا اور عام لوگون کو اسکایا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا برا سمجھتے ہین لہذا انسے دشمنی وعناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے - ہر چند اس خط اور اسکے اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور ولودہیانہ پر کچھ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کر کے عاملین بالحدیث کو مسجدوں سے نکالنا شروع کر دیا اور اپنا دشمن و مخالف سلام سمجھ لیا
مگر اکثر بلاد کے علماء و صلحاء و عقلاء و رؤسا نے اسکو دروغ بغیر فروغ سمجھکر اسکی طرف التفات نہ کی
الغرض اس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہ ہوا۔

یہ دیکھکر ان ہی حضرات نے یا انکے اور ہمخیال بھائیوں نے انہی دہلی کے مفسدوں کے مشورہ و
معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اس مضمون کا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت
وجماعت سے خارج و گمراہ ہیں انمیں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بعض موجب کفر ہیں بعض موجب ضلالت
و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۴) کر چکے ہیں) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑھنا
درست نہیں۔ اور اسکی **دلیل** میں اس تحریر **معاہدہ مصدقہ کشمیری** دہلی کی باعتباری
یوں بیان کی کہ صاحب محمد کشمیر دہلی نے ان دو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی
و لائق اعتبار نہیں ہے اور اسپر تین دلایل پیش کئے **اول** یہ کہ صاحب محمد کشمیر کو نہ ہی مومنین نے بلایا
دخل در فتوی پر مہر کرنیسے کیا کام **دوم** یہ کہ اسمیں سوال (جسکو فرمائیند علماء دین) وجواب
(بحوالہ الکتب کہاں ہے) **سوم** یہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے اب علماء نہیں۔ بعض طرفین کے مولوی ہیں
اس رسالہ پر اونہوں نے جھوٹی مہریں کرا کر ایک مولوی صاحب کے (جنکی اسم و رسم سے ہم واقف
نہیں لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی رائے قایم نہیں کر سکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف
بیانی کے متصدی و پیش امام ہوئے یا وہ کسی مفسد کے دھوکہ میں آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین
ہی سے بخبر محض ہیں) نام مزکر کے ایک **گلابی رنگ** کا چورقہ مطبع فیض محمدی لکھنؤ میں چھپوایا

اب **وہ چورقہ** رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہروں میں مشتہر ہو رہا ہے اور اسکی دستاویز
ہے کہ یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگوں کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ
عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہیں انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام میں شریک ہونا مسجدوں میں آنیکو روکنا
دینا جایز نہیں ہے۔ اس **کارروائی** تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست ہونیوالا
ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدوں سے نکالی جائینگی وہ نہ نکلے تو فریق کے ہاتھ سے مار پیٹ کھائینگے

ان مہروں کی جو ہوئی ہوئی ہیں یہ وجہ ہے کہ جن مقرر اکابر کا یہ بنایا فریق عاملین بالحدیث کے فیصلہ مصدقہ عدالت کشمیری میں مہریں ہیں انکی مہریں اگر تحریر سے پہلے تھیں تو یہ بھی نسبت ہیں اور انکی دلالت دلالت سے بعد تحریر کے وہ تناقض ہیں تو بھی ہر فریق کے دستخط و مہریں کرنیں اور چونکہ ہیچ تحریر پر انکی مہریں صداقت کو ترجیح دیگی اسلئے مشورہ دی ہو کہ اس دوسری تحریر پر انکی مہریں جعلی اور جھوٹی قرار دی جاویں

یا عدالت کے دروازہ پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب میں ڈپٹیشن یا میموریل پیش کرینگے جسمیں صرف اسکو نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکے معزز افسروں کا بیش قیمت وقت بھی صرف ہوگا پھر ان بیمار دلکی کیفیت مرض ہے اب جو اسکا علاج لایق توجہ معززین اہل اسلام گورنمنٹ والا مقام خاکسار (راڈیٹر) کے فکر و خیال میں آیا ہے وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہے۔

علاج لائق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ گروہ عاملین بالحدیث کو یعنی عامل بالفقہ سے اصول عقاد و امہات مسایل میں (بجز چند مسائل فرعیہ عملیہ کے جنمیں کسی جانب صواب یا خطا کا یقین نہیں ہوسکتا) اختلاف نہیں ہے یہ وہ اکثر مسایل و اصول میں ایک ہیں اور جنکو کسی مسئلہ میں کچھ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ و متمسکہ کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو (جن پر انکا عملاً و اعتقاداً اعتماد و استناد ہے) مطالعہ کرکے دیکھیں کہ آیا ان کتب میں ان باتوں کا جو ان کے ذمہ لگائی جاتی ہیں اور وہ بصفحہ (۱۳۹) منقول ہو چکی ہیں کہیں اثر و نشان ہے جسکو یہی استطاعت نہ ہو وہ اسی فیصلہ و قرارداد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی میں گویا رجسٹری ہو چکا ہے ملاحظہ فرماویں جسمیں باتفاق علما و فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض مسایل فرعیہ میں ہے اصول میں نہیں ہے اصول میں یہ سب اہلسنت و جماعت ہیں ایک کی دوسرے کے پیچھے نماز درست ہے اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سراپا تنزیہ میں تین دلایل قائم کیے ہیں انکو وہ محض مغالطات و دعوے سمجھیں دلیل اول کو اسلیے کہ صاحب کمشنر نے اسمیں تصدیق مسایل کے لئے دستخط نہیں کی بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا اس فیصلہ کو جسٹری کر دیا ہے تاکہ مفسدین کو اسمیں انکار کی گنجایش نہ رہے اور ظاہر ہے کہ کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت میں رجسٹری کرانیسے غیر شرعی اور باطل نہیں ہو جاتا دوم کو اسلیے کہ دینی مسایل و فتاوی کے صیغہ و پیرایہ کا سوال و جواب پیرایہ

نہین ہی دیکہو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ مین کہین (چہ می فرمائید علماء دین) کا
لفظ نہین ہی پہر کیا وہ مسائل جو ان کتابون مین نہین شرعی مسایل متصور نہ ہون گے
سوم کو اسلئے کہ اس فیصلہ پر جن لوگون کی مہرین ہین وہ سبہی علما نہین ہین تو بعض تو
بلا خلاف علماء ہین جنکے نام نامی ہمنے اسمقام مین (اسی بات کے جتانے کے لئے) نقل کئے ہین
اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تزویر مین بہی تسلیم کیا گیا ہی بلکہ انہی علماء کی مواہیر سے اپنی تحریر کو
دہلی کا مہری فتوی بنایا ہی اور عام لوگونمین جو دہلی کے فتوی پر اعتماد کرتے ہین معتبر کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے
بعض مصدقین کا علماء ہونا کافی ہے اسکو غیر علماء کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتوے
ہونیسے خارج و بے اعتبار نہین کرتا اس تدبیر سے کس و ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتون کی کذب و بہتان
ہونیکا یقین ہو سکتا ہی اور معزز خیر خواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصًا اسلامی انجمنون
کے اعیان کی توجہ سے اس یقین کے اظہار اور ان اکاذیب کے بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ
و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہو سکتا ہی اور جنکے دلمین پھر بھی یہ مرض رہی انکے لئے دو نسخہ
اور تیار ہی اول ہزار روپیہ کا اشتہار دوم جہوٹی ان باتونکے قایل پر لعنت کی بوچہاڑ۔
اشتہار تو اس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہی جسکو اہلحدیث مین ان باتونکے پائے جانے کا دعوی و یقین
ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔
اور لعنت ہر دم حاضر ہی جہان اور جسوقت چاہو اہلحدیث کہنے کو حاضر ہین کہ جو ان باتونکا قایل ہو
اسپر ہزار لعنت ہی اور جو ناحق کسی پر بہتان باندہی اسپر ہزار نہین تو پانچ ہی سو سہی۔ پانچسو کی انکو
رعایت کیگئی۔ انکے مخالف اپنے دعوی و یقین مین سچے ہین تو اسپر (بالجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہین
بالفعل تو ہم اس خدا پر اکتفا کرتے ہین ہمارے اشتہار کا جواب ملا تو اسکے جواب مین ہم دلایل کے تفصیل
اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کر دینگے اور جن عبارات اور کتب
جہاؤ و چہجو وغیرہ سے ان حضرات نے ان باتونکو اختراع کیا ہی انکا جواب بھی دینگے۔

علاج لایق توجہہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی و شخصی وصف منقصت یا کمال سے بحث کرنا چندان ضروری امر نہیں ہے مگر جب وہ ذاتی و شخصی وصف قومی وصف ہوجائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی و شخصی نہین رہتی اور اس سے بحث قومی ضروریات سے ہوجاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہے اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا ضروری و قومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما و مقتدا ہے اور اس سے عام لوگون کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور اون لوگون کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین

اسی اصول پر محدثین نے سلف سے خلف تک حدیث کے راویون اور دین کے امامون کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم بھی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سے بحث کرتے ہین اور انکے نشر مناقب و محامد کو موجب ہدایت ہزارون اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین اور انکی تالیف سے ہدایت پاوین خیال کرکے اشاعۃ السنہ مین انکی فضائل و کمالات کو بیان کرتے ہین اس

---

† اصول جمع اصل بمعنے قانون ہے اور لغۃً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہے مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بھی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے اصل بولا ہے اور بعض العام فقیہ کا لحاظ کیا۔

امر کو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسوں کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی چلچلاتی دھوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہو سکتی ہے کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مدنظر رکھتا ہے) مگر خدا۔ رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) احسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین صفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا تعالے کے سامنے قیامت کے دن چل سکے) موجود نہو بدگمانی کرے آیندہ اختیار ہی قیامت قریب ہی خدا تعالے رقیب ہی اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہوگی تو خدا تعالے سے جان چھوڑانی مشکل ہو جائیگی۔ اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہمارے بعض مضامین پر جھٹ فتوے لگاتے ہین کہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے۔ اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہے و علے ہذا القیاس۔

اسی اصول پر پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶ مین ایک مضمون بعنوان "نواب صاحب بھوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکھا تو اسکے ضمن مین نواب صاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکھنوی اخبار کے ایڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل ہو بال مین رکھوایا ہے"۔

اور ضمناً ہم پر بھی اعتراض جڑ دیا ہے کہ "ہمنے انکو ایسی حالتون کے ساتھہ مجدد کیون قرار دیا ہے"۔

اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ **اول** تو نوابصاحب سے یہ فعل سرزد نہین ہوا اور اگر بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بھی لیا جاوے تو اس سے انکا مجدد ہونا زایل نہین ہوتا۔ **مجدد** ہونے کے لئے معصوم ہونا **شرط** نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوت یا اسکا مساوی نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے **یہی ہین** کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی ممانعت عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح سے علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچھلے مجددین مین اسکی نظیر کم پائی جاتی ہین۔ اور اسکے مقابلہ مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکے ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان بھی لیا جاوے) بفحوائے ارشاد واجب الانقیاد اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔

ہم پہلے اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (اِن افعال کے دوسے سرزد ہونے) کی تحقیق تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ **لفظ** مجدد ایک حدیث **نبوی** کا لفظ ہے جسکو ابوداؤد نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اپنی کتاب سُنن مین روایت کیا ہے۔ اِس حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خدائے تعالے اِس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے

عن ابی هريرة فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة - من يجدد لها دينها (سنن ابی داؤد ۳۳۵ جلد ۲)

رواج دینگے اور قایم کرینگے)۔ اِس حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعیین مصداق مین انکا اختلاف ہو کوئی کسیکو اسکا مصداق بناتا ہے کوئی کسیکو اور اس لفظ مجدد کے معنے سبھی یہی بیان کرتے ہین کہ جو سنت کو بہ صحت سے جُدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہین کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیون کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نکرے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد

هذا الحديث اتفق الحفاظ على تصحيحه منهم الحاكم في المستدرك والبيهقي في المدخل ومن نص على صحته من المتاخرين الحافظ ابن حجر فاخرج الحاكم في المستدرك عن ابن وهب عن يونس عن الزهري قال فلما كان في راس المائة من الله على هذه الامة بعمر بن عبد العزيز قال الحافظ بن حجر وهذا اشعر

مین کہا ہے حدیث کے حافظ اِس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہین از انجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچھلے اِمامون سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بھی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے اسنے یونس سے اسنے زُہری

بان الحديث كان مشهورا في
ذلك العصر ففيه تقوية لسنده مع
انا قوى لثقة رجاله انتهى وقال
ابو جعفر النحاس في كتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفيان بن عيينة
بلغني انه يخرج من العلماء من يقوى
الله به الذين وان يحيى بن آدم عندنا
منهم وقال ابو بكر البزاز سمعت
عبد الملك بن عبد الحميد الميموني يقول
كنت عند احمد بن حنبل فجرى ذكر
الشافعي فرايته يرفعه وقال يروى
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يبعث
الله لهذه الامة على راس كل مائة سنة
من يقرر لها دينها قال فكان عمر بن
عبد العزيز على راس المائة الاولى
وارجو ان يكون الشافعي على راس المائة
الاخرى واخرج البيهقي عن طريق
ابي سعيد الفريابي قال قال احمد بن
حنبل ان الله يقيض من راس كل مائة
سنة من يعلم الناس السنن وينفي
عن رسول الله الكذب فنظرنا فاذا

(تابعی) سے اسحدیث کو نقل کیا ہے
پھر کہا (زہری نے) فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبد العزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدی کا انکو مجدد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعیون کے زمانہ مین
بھی مشہور تھی اسمین اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
سند راویون کی جہت سے بھی قوی ہے
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ و منسوخ مین
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خدا تعالے علماء سے ایسے لوگون کو
پیدا کریگا جن سے دین کو قوت دیگا
میرے خیال مین یحیی بن آدم (محدث)
انمین سے ہے۔ ابو بکر بزاز نے کہا ہم
نے عبد الملک سے سنا وہ کہتے تھے مین احمد
بن حنبل کے پاس بیٹھا تھا وہان امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو مینے امام احمد حنبل کو

کل مائة سنة من جلد او اکثر یجدد لها دینها ای یبین السنة من البدعة و یذل اهلها قال ابن کثیر و یدعی کل قوم فی امامهم انه المراد و الظاهر حمله علی العلماء من کل طایفة (یتیر شرح جامع الصغیر)

اور اہل بدعت کو ذلیل۔
ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اسحدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہر اور ظاہر یہ کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے۔

مجمع البحار مین شرح جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ

اِس مجدّد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحدیث یبعث علی راس کل مائة سنة من یجدد دینها اختلوا فیه و کل فرقة حملوه علی امامهم و الاولی الحمل علی العموم و لا یختص بالفقهاء فانه انتفاعهم باولی الامر و المحدثین و القراء و الوعاظ و الزهاد ایضا کثیر و المراد من انقضت المائة و هو حی عالم مشهور ج و الحدیث اشارة الی جماعة من الاکابر علی راس کل مائة ففی راس الاولی عمر بن عبد العزیز و من الفقهاء و المحدثین و غیرهم ما لا یخفی و فی الثانیة المامون و الشافعی و الحسن بن زیاد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقہا مذاہب سے مخصوص نکیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹھانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بھی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور شرح شفاء سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز ہے

واشهب المالکی وعلی بن موسی ویحی بن معین ومعروف الکرخی وعلی الثالثة المقتدر والو جعفر الطحاوی الحنفی والو جعفر الامامی والو الحسن الاشعری والنسای وعلی الرابعة القادر باللہ والو حامد الاسفرائینی والو محمد الخوارزمی الحنفی والمرتضی اخو الرضا الامامی وعلی راس الخامس المستظهر باللہ والغزالی والقاضی فخر الدین الحنفی وغیرهم ش

(مجمع البحار ص ۲۲۰ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین وغیرہ سے بے شمار تھے دوسری صدی میں (خلفا سے) مامون اور (فقہا سے) امام شافعی و حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین میں سے) علی بن موسی و یحی بن معین اور (زاہدون میں سے) معروف کرخی تیسری صدی پر (خلفا سے) مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابو جعفر طحاوی اور ابو جعفر امامی اور ابو الحسن الاشعری اور (محدثین میں سے) نسائی چوتھی صدی پر (خلفا سے) القادر باللہ اور (فقہا سے) ابو حامد اسفرائینی اور ابو بکر خوارزمی حنفی اور مرتضی امامی رضا کا بھائی۔ پانچویں صدی پر خلفا سے مستظہر باللہ (اور فقہا و زاہدون سے) امام غزالی و قاضیخان حنفی وغیرہم۔

اِن عبارات اجلہ عُلماء (حنفیہ و شافعیہ) میں ہمارے معترضین و ناظرین غور کی نگاہوں سے نظر کریں اور انصاف سے کہیں کہ مجدد کے کیا معنے ہیں۔ اور جن لوگوں کو پہلی علماء نے مجدد قرار دیا ہے انمیں کیا اوصاف پائے جاتے تھے؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے۔ اور وہ کسی گناہ یا خطا کے محل نہ تھے؟ پھر انصاف سے یہ بھی بتاوین کہ جس شخص (نواب صاحب بہوپال)

کا مجدد ہونا ہمنے بعض عُلمار سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کامل طور) پائے نہین جاتے ؟ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطا یا گناہ موجود ہین ؟۔

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑھکر نہ پاوینگی کہ ازانجلہ مجددین خُلفار نے عدل وانصاف کیا شعایر اسلام کو پھیلایا ظلم ومنکرات کو اُٹھایا اور مجددین علمار نے احکام شرعیہ کو کتاب وسنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب وسنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر وتحریر وتالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچھہ نقص وخطا بھی پاوینگے جنسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے ۔۔

یہی حال اِس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا ہمنے بعض علما سے نقل کیا ہے پھر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اِس شخص کے حالات بھی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین ومعترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ وموازنہ کرین پھر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین ۔

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابر مین بعض ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سے عُنقا ہو رہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل ۔ اور یحیی بن معین ونسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جسکے سبب بھیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تھے) - اور معروف کرخی مین زہد و ریاضت وعلے ہذا القیاس - مگر اون ہی لوگون مین اور بعض اور مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء و ارباب شوکت مین بکثرت پائے گئے ہین جیسے عام عدالت و علم و فقاہت و حدیث کی روایت و اشاعت اور کتابون کی تالیف و تصنیف و اتباع سنت کا پھیلانا و بدعت و منکرات کا مٹانا وعلے ہذا القیاس - **خلیفہ قادر باللہ** (چوتھی صدی کے مجدد) کے حالات واعلے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑھتے اور کثرت سے خیرات کرتے تھے - انہون نے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تہی جسمین صحابہ کے فضائل بیان کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے تجھے یہی کافی ہی کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کر لیا -

وکان القادر بالله من الديانة و السيادة واداء التهجد وكثرة الصدقة وحسن الطريقة على صفة اشتهرت عنه لقبه على العلامة ابى بشر الهروى الشافعى وقد صنف كتابا فى الاصول ذكر فيه فضائل الصحابة والكفار المعتزلة والقائلين بخلق القران وكان ذلك الكتاب يقرؤ فى كل جمعة فى حلقة اصحاب الحديث بجامع المهدى بحضرة الناس وناهيك بان الشيخ تقى الدين بن الصلاح عده من الفقهاء الشافعية واورده فى طبقاتهم

(تاریخ الخلفاء صہ ۴۳۲ صہ ۴۳۴)

+ دیکھو تاریخ الخلفاء صہ ۴۳۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچوین صدیکی مجدد) کے اعلے فضایل

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیھا احدٌ یدل علی فضل عزیز وعلم واسع سمحًا جوادًا محبًا لعلماء والصلحاء وفی سنۃ احدے وخمسمایۃ رفع السلطان المکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرۃ

(تاریخ الخلفا ص ۴۳۶-۴۳۹)

یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تھے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تہا صاحب فضل و علم وسیع وجوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تھے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹھا دیا اور عدل وانصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعاء بکثرت ہوئی۔

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت

وفی ثلثمایۃ اخذ الحسین الحلاج مشھورًا علی جمل الی بغداد فضلب حیا ونودی علیہ ھذا احد دعاۃ القرامطۃ فاعرفوہ ثم حبس الی ان قتل فی سنۃ تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالھیۃ وکان المقتدر جید العقل صحیح الرائے۔

بیان کی ہے کہ انہونے حلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پہر اسکو سولی پر چڑہایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ اخر نو سال وہ مارا گیا۔ اور یہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تہا۔ اور لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل جید تہی۔ اور رائے صحیح۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلے فضائل

جمع الفقهاء من الآفاق وبرع في الفقه والعربية وايام الناس كان افضل من رجال بني العباس حزماً وعزماً وعلماً ورأياً وهيبة وشجاعة وسواداً وسماحة قال ابو معشر المنجم كان المامون اماراً بالعدل فقيه النفس من كبار العلماء (تاریخ الخلفاء صـ ۳۱۱)

یہ بیان کئے ہین کہ اسنے فقہاء کو جمع کیا اور فقہ و عربیۃ و تواریخ مین ماہر ہوا اور وہ عباسیون سے عزم و علم و حلم وراے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی وغیرہ مین افضل تہا۔ ابو معشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تہا بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اِسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم و فراست و فہم و کیاست کئی طرف رجوع ہوتا ہے۔

یہ تو اِن محدودن کے اوصاف کمال ہین جنکے سبب وہ مجدد کہلائے **انکے** مقابلہ مین انمین ایسے **اوصاف نقص** بہی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جا سکتا ہے پہر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اِس قسم کے اوصاف ہم اِن بہی مجددون کے بیان کرین تو یہ امر معیوب سمجہا جاویگا لہذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو بطور **تمثیل** بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکہا ہے کہ جب وہ بڑا ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکما قدیم کے علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اس بات کی طرف کہینچا کہ وہ قران کے مخلوق ہونیکا

ولما كبر عني بالفلسفة وعلوم الاوائل ومهر فيها فجره ذلك الى القول بخلق القران۔

وجعل ولی العہد بعدہ علی الرضی
بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق۔
حملہ علی ذلک افراطہ فی التشیع
حتی قیل انہ ھم ان یخلع نفسہ و
یفوض الامر الیہ وفی سنۃ ثمان
عشرۃ امتحن الناس بالقول بخلق
القرآن فکتب الی نائبہ علی بغداد
اسحق بن ابراھیم فی امتحان العلماء
کتابا یقول فیہ الخ (ایضاً ص ۳۱۲)

قائل ہوا۔ اور اسکو تشیع مین افراط تہا۔
یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد
کرنے پر باعث ہوا تہا۔ بعض کہتے ہین اسنے
یہہ بہی ارادہ کر لیا تہا کہ خود خلافت سے دست
بردار ہو جائے اور خلافت امام مذکور کے سپرد
کر دے۔

اٹہارہوین سال اسنے لوگون کا مسئلہ
قرآن کے مخلوق ہونے مین امتحان لینا
شروع کیا اپنے نائب اسحق بن ابراہیم
کی طرف جو بغداد مین تہا) خط لکہا جسکا مضمون طولانی ہے۔ اسپر اوسنے علماء
کو جمع کیا اور جواب لیا۔ علماء سے کسینے ٹلایا کسینے صاف جواب دیا۔ یہہ حال اسکو
پہنچا تو اسنے بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ اگر تم قرآن مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ
یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو۔ اس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ
ملک الموت خدا تعالے کا حکم لیکر آپہنچا۔ اور اس مین یہہ بہی لکہا

واخرج عن محمد بن العباس کان
المامون یحب لعب الشطرنج شدیداً
ویقول ھذا یشحذ الذھن۔
واخرج من عدۃ طرق ان المامون
کان یشرب النبیذ واخرج عن اسحاق
الموصلی قال المامون الذ الغناء ما طرب
لہ الاسامع خطأ کان او صواباً (ص ۳۴۳)

ہے کہ مامون شطرنج کہیلا کرتا
اور اس کہیل کو بہت دوست
رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے
اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا۔ اور
اسکو راگ کا بہی شوق تہا۔ وہ کہا کرتا
کہ بالذت وہ سرود ہے جس سے سامع کو طرب
(خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

اور خلیفہ مقتدر باللہ کے حالات مین اس فقرہ منقولہ سابق کہ

وکان مقتدر بالله جید العقول صحیح الرای لکنه موثرا للشهوات والشر مبذراً وکان النساء غلبن علیه فاجرن علیهن جمیع جواهر الخلافة ونفائسها واتلفوا الاکثیرة وکان فی داره احد عشر الف خصیان غیر الصقالبة والروم والسود (تاریخ الخلفا، صہ ۳۹۴) و (فی صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنة ثنتین ختن المقتدر خمسة من اولاده فعزم علی ختانهم ستمایة الف دینار وختن معهم طائفة من الایتام واحسن الیه وفیها صلی العید فی جامع مصر ولم یکن یصلی فیه قبل ذلک - (تاریخ الخلفا، صہ ۳۹۴)

"وہ جید العقول تہا" کے ساتھہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا - اور فضول خرچ - اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنے خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو لٹا لکر دیدئے اور بہت سا مال تلف کر دیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور روسیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنے اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو انپر پانچ لاکھہ دینار خرچ کر دئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی - اسی قسم کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن ان سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم ان ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین لکا لکر گن سنائینگے -

اب ہم شمہ از **اوصاف کمال نواب** صاحب بہوپال قلم

ہین لاتے ہین اور ناظرین و معترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق الوصف کی اوصاف ہین باانصاف مقابلہ و موازنہ کرنے کے خواستگار ہین

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی و عملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انمین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبھی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شایبۂ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے آپکو علم و شوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددون پر سبقت لے گئے۔

جسقدر تالیف و تصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی۔

آپنے مختلف علوم (کتاب و سنت و فقہ و اصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کرکے صندوقون یا کتب خانون مین رکھوا دے ہین بلکہ بصرف ہزار ہا روپیہ جیب خاص چھپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان و پنجاب و عرب و مصر و شین و دمشق و بخارا و بیروت وغیرہ) مین گھر گھر پہنچا دی ہین۔ اور سارت بھا الرکبان و دارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنا دین۔

اِن بلاد مین ایسا کوئی شہر نہوگا یا کم ہوگا جہان کوئی اہل علم ہوا اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلا، کم جانتے تہے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلبا، بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث و اصول کو اکابر علماء خواب مین دیکہنے کو بہی ترس رہے تہے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلبا، کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ وسنت کو (جو اکابر محدثین و مجتہدین کے خصائص سے تہا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کردیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پڑہنے پر دسترس رکہتا ہے) اسکو ضبط کرسکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو اخص شرائط اجتہاد سے ہے آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کردیا ہے کہ تہوڑی سی استعداد والہ طالب العلم بہی اس علم پر احاطہ کرسکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی وسنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چہپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ) آپکی توجہ سے مترجم ہورہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف و طبع و اشاعت سے آپنے خواص علماء کو عمل بالحدیث و اجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری و بلوغ المرام وغیرہ) کی شروح تو آپنے خود تالیف کرکے چہپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرا دی ہین۔ باقی آیندہ

بقیہ پیری و مُریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تھا؟ -

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تھے اور انکے حق مین خدا تعالےٰ نے قرآن مین فرمایا ہے کہ ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم سکھایا ہے۔ کسکی بیعت

اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما۔ (کہف ع ۱۲)

و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تھے - ؟

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی پھر بخار کی تکلیف سے گھبراکر بیعت توڑدی اور اپنے گھر کی راہ لی

دیکھو صحیح بخاری ص ۳۵۳ وغیرہ

اِس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا۔

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدت تک فیضیات رہے اور اکثر وہ بیعت سے بھی محروم نہ تھے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکی سبب وہ مورد حدود و سزا شرعی ہوئے۔

اِن دونوقسم کی نظائر کو ہم پورا شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا اِن چند مثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شائد وہ سمجھہ جائین کہ بیعت توبہ اور شے ہے اور احسان یا اخلاص اور شے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو اِن دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و توارد جایز ہے۔

اکثر مدعیان حضوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدی پر بیٹھاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اِس فعل سے کہ انہونے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہین - **شاید بعض** ناواقف اس سے بہی بڑہین اور بعض خلفاء کے اس فعل سے کہ انہون نے اپنے بیٹونکو اپنا جانشین مقرر کیا تمسک کرین **اسکے جواب** دو ہین اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ مین آسمان و زمین کا فرق ہے لہذا خصوصیات بیعت خلافت سی خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ بصفحہ ۹۰ گذر چکا ہی

دوم یہہ کہ خلفاء راشدین سی کسینے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہین کیا اور نہ اور اصحابہ نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو انکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے جب امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف کہدیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا اس خلافت مین کوئی حق نہین ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ مین بصفحہ ۸۴ منقول ہے) اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امراء کا فعل لایق اعتبار نہین ہے -

سب سی پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا سو اجلہ صحابہ نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسری و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح بخاری وغیرہ مین ہی کہ جب مروان نے بحکم امیر معاویہ مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجہا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسری و قیصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گہر والے

وفیها دعا معاویة اهل الشام الی البیعة بالخلافة لابنه وهو اول من عهد بها فی صحته ثم انه کتب الی مروان بالمدینة ان یاخذ البیعة فخطب مروان فقال ان امیر المومنین رای ان یستخلف علیکم ولده یزید سنة ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنة کسریٰ وقیصر ان ابابکر وعمر لم یجعلا ھا فی اولاد ھما ولا فی احد من اھل بیت ھما۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲ بخاری ص ۵۱۵)

کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس ایسی فعل سے جسکو صحابہ نے کسریٰ و قیصر کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتی ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہو چکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونے کی کچھ ضرورت و خصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق و فاجر نہو بیعت کرنی جایز ہے۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت نہین نہ اسکی ولدیت و قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے یا بندی رسم سے خالی نہین ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بیعت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ و کلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑھواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے اون اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑھو اور یا حی یا قیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو یہ پڑھو اور شام کو وہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون و خصوصیتون کو افضل ٹھراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی شرع مین وارد ہے۔ پس اگر کسینے اس مطلق ہدائیت وفضیلت کی نظر سے کسی دعا یا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سے مخصوص اور مقرر کرلیا یا اسمین کوئی عددی قید لگادی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بھی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کرلیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو اپنے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکھا اسکی تفصیل و تمثیل مین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین یہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکھا پھر اسکا سبب پوچھا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑھ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعوی کرتے ہین کہ یہہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہین بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کر رکھا تھا۔ پھر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا۔

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتھہ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالے کی صفت ہے اس لئے مجھے اس سے محبت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا اسمین بھی انکا وہی دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑھنے کا حکم وارد نہ تھا۔ اسنے اپنی طرف سے اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑھا پھر آنحضرت نے اسکو منع نکیا

ان دلایل کی تائید مین وہ ایک اثر حضرت عائشہ سے اسمضمون کا لائے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑھتے نہین دیکھا پر مین خود پڑھتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ مطلق عین اور اون قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون اور خصوصیتون کا مثبت نہین ہوسکتا گو بلالحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد کی مشروعیت کی دلیل ہوسکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چھوٹی بڑی کتابون مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سی بلا دلیل شرعی کوئی وقتی یا عددی قید لگاوے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجھے اور اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹھہراوے وہ علم اصول سی ناواقف ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید الحکام سی خبر ہے وہ مطلق کو بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے ہین - حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب ایضاح الحق مین (جسکی نظیر مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکھی نہین گئی) اس قسم کی بدعت کو (جسکی اصل تو شرع مین کچھ ہو مگر لوگون نے اسمین اپنی طرفسی قیدین اور خصوصیتین بڑہاکر اسی کچھ اور بنالیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہے اور اسکو بدعت ہونے مین بدست آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہے جسکا خلاصہ ص ۱۶ مین اس کتاب کے یون فرمایا ہے - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و مقالے و دارد ے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بسنت و نہ باشتہار آن رواج نہ در قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین سلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امور دین شمارد و یا با و معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت میگوئیم - اور اس سے پہلے ص ۱۴ مین کہا ہے - و درین مقام تفحص باید کرد کہ ابتیار

علیهم السلام به بیان کدام چیز در باب امور دین اهتمام میفرمائید پس میگوئیم چنانچه
ترغیب بنفس امور نافعه در معاد و تنفیر از نفس امور ضاره دران از خواص منصب نبوت
است چنانکه در بحث اول مذکور گردید وانرا دین میگوئید وآن مشترک است در
جمیع ادیان سماویه بحکم کریمه شرع لکم من الدین ما وصّی به نوحًا والذی اوحینا
الیك وما وصّینا به ابراهیم وموسی وعیسی همچنین تحدید حدود امور مذکوره و
تشخیص صور خاصه آنکه در منفعت ومضرت اخرویه دخل داشته باشد نیز از خواص منصب
رسالت است وانرا شریعت ومنهاج نامند وان مختلف میباشد باختلاف رسل
بحکم کریمه لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا مثلا ترغیب بنفس نماز ونکاح وتنفیر از
شرک وزنا از باب تعلیم اصول دین است وتحدید نماز بتعیین اوقات واعداد رکعات
وشروط وامثال آن وتحدید نکاح بتعیین ایجاب وقبول وحضور وشهود ولزوم مهر
وامثال آن وتحدید شرک بطیره وحلف باسم غیر الله وتحدید زنا بتعیین محلی که از ملک
وشبهه آن خالی باشد وتعیین حد آن از جلد ورجم وامثال ذلک اینهمه از باب تشریع است
پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث موقوف
بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم که تعیین صور خاصه وتحدید حدود معینه برای
اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین وجه
تعیین فرماید که اصل مذکور بدون اینصورت خاصه اصلاً در نظر شارع معتبر نیست یا
کالعدم ست وثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور
درینصورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن وممدوح باشد پس صورت
معینه در استحسان شرعی دخل دارد یا نه در اصل تحقق آن اصل مذکور وهر واحد از
قسمین بوجوه متعدده میباشد که چندے ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده
مے شود مثلا **از انجمله** تعیین اجراے امریست از امور دین یا بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات و رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول بہ نسبت نکاح یا بہ طریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعیین قدرے زایدہ از اصل در باب آداے فرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکردہ باشد۔

از انجملہ ست تعیین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ برائے ادائے صلوٰۃ و ماہ رمضان برائے صیام و ذی الحجہ برائے حج و حولان حول برائے زکوٰۃ وغیرہ وقت اذان جمعہ برائے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برائے تعید یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلۃ نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس برائے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برائے صیام و ماہ رمضان برائے عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود برائے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ برائے سفر و امثال آن از مواضعیکہ توقیت اوقات دران از جہت شارع واقع گردیدہ کہ عدد و احصاے ان ممکن نیست **و از انجملہ** ست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین امکان ظاہر غیر مقابر و حمامات برائے نماز و امصار برائے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برائے حج و عمرہ وغیر مساجد برائے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد برائے نماز فرض و عقد نکاح و بیوت برائے نفل و تلاوت قرآن و مواضع مخصوصہ از حرمین برائے دعا و مسجد جامع برائے نماز جمعہ و صحرا برائے نماز عید و استسقا و دفن اموات و مقابر برائے تذکیر آخرۃ و استغفار برائے اہل آن و مساجد ثلثہ برائے سفر بسوے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویہ و امثال آن از توقیتات مکانیہ کہ در کثرہ و تعدد و احصار مثل توقیتات زمانیہ ست **و از انجملہ** ست تعیین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرایض و اعداد صیام در فرائض

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وکفارات واعداد مساکین درباب کفارت واعداد اشواط وجمار درباب حج
واعداد شہود وضربات جلدہ درباب معاملات وحدود وتعیین سہ حیض یا مدت
سہ ماہ یا چہار ماہ وده روز یا مدت حمل براے عدت یا چہار ماہ براے ایلا ویا سہ
روز براے خیار وامثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و
تسبیحات در ارکان نماز وبعد از فراغ آن ودر صلوۃ التسبیح وہمچنین تعیین ستہ
شوال وثلثہ در ہر ماہ درباب صوم ورعایت عدد وتر جمیع عادات وامثال آن و
توقیت عددی راہم بر توقیت زمانیہ ومکانیہ ودر کثرت وعدم احصاء قیاس باید
کرد" اسی قسم کی کئی اور مثالین آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے
وآنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہر چند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحتے
از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث
باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نمے گرداند آرے تحقیق
آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی
مذکور خواہد شد" اور فصل ثانی مین آپنے عمدہ تفصیل ودلائل سے ثابت کیا ہے
کہ یہہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع مین کوئی چیز نہین اور جو اونہون نے
خاصکر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے
وہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۴۵ منقول ہو چکا ہے یہہ جو کچھہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ
اپکے متفردات واجتہادات سے نہین بلکہ اجلہ اصحابہ وتابعین وآئمہ مجتہدین اور انکے
اتباع متقدمین ومتاخرین سے منقوم ہے انکے اقوال کی تفصیل اون کتب ورسایل
مین جو رد بدعت مین علماء ہندوستان نے تالیف کی ہین (جیسے تفہیم المسایل
وصواعق الہیہ وغیرہ) مین منقول ہین ہم ان پرانے مباحث کو نئے سرے
چھیڑنا نہین چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکھیے۔

اسمقام مین ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انکے پہلو مین ایک شخص نے چھینک ماری تو کہا الحمد للہ و السلام علے رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو مین بھی بہت محلون مین کہا کرتا ہون ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہہ نہین سکھایا۔ بلکہ یون فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علے کل حال کہین۔

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ والسلام علے رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علے رسول اللہ و لیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی ص ۱۰ جلد ۲ -

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتون کو صحابہ کی ازخود تجویز کی ہوئی باتین قرار دیا جاتا ہے وہ سبھی انکی خود تجویز کی نہین ہین انمین ایسی باتین بھی ہین جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہین دیکھو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہین مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہی چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عثمان رضہ سے حدیث مروی ہے کہ مینے آنحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑہے تو خدا تعالے اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کیے ہین) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث مین یہی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑہے جسمین اسکو

عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضاء رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوۃ الا غفرلہ ما بینہ و بین الصلوۃ التی تلیھا (اخرجہ الشیخان) و فی روایۃ من توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

لا یحدث فیھما نفسہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)

اسکو کچھہ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت سے ثابت ہی چنانچہ

عن معاذۃ انہا سالت عائشۃ کم کان رسول اللہ صلعم یصلی صلوۃ الضحیٰ قالت اربع رکعات ویزید ما شاء (مسلم ص ۲۴۹)

صحیح مسلم مین معاذہ سی روایت ہے کہ مینے حضرت عائشہ سی پوچھا آنحضرت ضحیٰ کی نماز کتنی رکعت پڑہتے آپنے فرمایا چار رکعت اور اس سی زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ حدیث صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتی بچشم خود کبھی نہین دیکہا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنی کا (آنحضرت سی سنکر یا کسی اور دیکہنے والے کے بیان پر) انکو علم تہا اسواسطے انہون نے اس نماز کا التزام کیا تہا نہ یہہ کہ اپنی طرف سی اسکو گہڑ لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا مفہوم ہوا) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت

ولما الجمع بین حدیثی عائشۃ فی نفی صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم الضحیٰ واثباتہا فہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا بعض الاوقات لفضلہا ویترکہا فی بعضہا خشیۃ ان تفرض کما ذکرتہ عائشۃ ویتاول قولہا ما کان یصلیہا الا ان یجیء من مغیبہ علی

عائشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہی کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پڑہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتے تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائشہ اونکو ندیکہتی اسکی وجہ یہ ہے

مراد نخ

ان معناہ ما رایتہ کما قالت فی
الروایۃ الثانیۃ ما رایت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یصلی سبحۃ
الضحی وسببہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ما کان یکون عند عائشۃ
فی وقت الضحی الا فی نادر من الاوقات
فانہ قد یکون فی ذلک مسافرا
وقد یکون حاضرا ولکنہ فی المسجد
او فی موضع اخر واذا کان عند
نسائہ فانما کان لھا یوم من تسعۃ
فیصح قولھا ما رایتہ یصلیھا
ونکون قد علمت بخبرہ او خبر
غیرہ انہ صلاھا او یقال قولھا
ما کان یصلیھا ای ما یداوم علیھا
فیکون نفیا للمداومۃ لا لاصلھا

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس استراحت
کے وقت کم ہوا کرتے کبھی سفر مین ہوتے
کبھی مسجد مین کبھی کسی اور بی بی کے
گھر مین کیونکہ حضرت عائشہ کے گھر آنے
کا دن نو مین سے ایک ہوتا تھا اسلئے
اولکنا یہہ کہنا صحیح ہوا کہ مین نے چشم خود نہین
دیکھا ۔ مگر انہون نے آنحضرت کے بیان سے
یا کسی اور کی روایت سے یہ جان لیا تھا کہ آنحضرت
یہہ نماز پڑھا کرتے ہین یا آپکی یہہ مراد ہوگی
کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑھتے اس صورت
مین مداومت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی ۔

اور ثانیاً یہہ کہ اگر ہم یہ مان لین کہ
وہ سبھی باتین صحابہ کی خود تجویزی اور
نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بھی آنحضرت
کی بعض ان باتون کو تسلیم کر لینے اور

قایم رکھنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اون باتون کے سوائے بھی جس قسم کی قید
اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع
کی طرف سے اسکو اجازت ہو اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچھ تغیر دیکر
ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز و مباح ہو **ان** باتون کے تسلیم و تقریر کر
نہایت یہی ثابت ہوتا ہو کہ شارع نے ان باتون کو عام حکم ممانعت احداث
سے مخصوص و مستثنیٰ فرمایا ہو نہ یہہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہمل و بیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی و بیشی کرینگا - ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ عام اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظ سی جو ان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہوسکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعاء مقرر کر لیا کر -

اِس صحابی (نماز مین قل ہو اللہ پڑہنے والے) کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کر دیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑہ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے -

اِن خاص موقعون پر عام موقعون کا قیاس اسلئے نہین ہوسکتا کہ بجوان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکالنے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - پہر اس حکم عام کے (جو نصوص† صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہوسکتا ہے -

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھہ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعاء پر اپنے

† اِن نصوص کو دیکہنا ہو تو کتاب مستطاب ایضاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے شاید ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے شاید ہی تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہین ہے برائے خدا اب بھی ان باتون کو سوچین اور اگر ان باتون کی طرف توجہ نہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت کرین اتنی ہمت نہو تو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰) وغیرہ، جلد (۳) ہی کو پڑھ کر ان باتون سے واقف ہو کر اپنے استدلال پر نظر ثانی کرین ——————

اور اگر وہ یہہ بھی نکر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹٹولکر سوچین کہ جن قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہین اور اپنے مریدون سے (خصوصًا بیعت لینے کے وقت) ان بدعتون کو نکرنے کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین - ؟

اون قیدون اور خصوصیتون مین اور انکی مجوزہ اذکار کی قیدون اور اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے - ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شریعت مین کوئی مطلق و بے قید اصل نہین - ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیون اجازت نہین دیتی - ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ ان خصوصات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل بھی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے -

ہم اس مقام مین بطور **تمثیل** چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین جنکی کچھہ نہ کچھہ مطلق اصل شریعت مین ثابت ہے اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین -

مُردہ کے سوم و چہلم و جمعرات کی روٹیان اور **شبرات** کا حلوی اسی قسم مین سی ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجہتی ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیت اجماعی سے یہہ خصوصیات شریعت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچہہ نہ کچہہ اصل شریعت مین موجود ہے۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنّت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سی احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایّام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہذا القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دِن ٹہرایا گیا ہے) جمعرات و شبرات کی فضیلت مین بہی کئی موقعہ پر نصوص آچکی ہین **حلوی** بہی آنحضرت کو پیارا تہا۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شریعت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتی ہین۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا یہی حضرات اسکو صراحۃً یا کنایۃً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگتا ہے۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑہ کر ہاتہہ اوٹہا کر دعا نہین مانگتی اور اسپر بہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سی بلکہ خدائیتعالے کے ارشاد سی ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خاتمہ

دعا کا محل ہے اور دعا مین ہاتھہ اٹھانا ہی مطلق آداب دعا سے ہی اور آنحضرت سے صدہا مواقع مین ہاتھہ اٹھاکر دعا مانگنا ثابت ہی بایں ہمہ وہ ان اطلاقات کا کچھہ لحاظ و اعتبار نہین کرتے اور صاف کہتے ہین کہ اسموقع پر آنحضرت سے ہاتھہ اٹھاکر دعا مانگنا ثابت نہین ہی اسی کے موافق انکا رات دن (بڑون سے لیکر چھوٹون تک) عمل ہی ہم نہین جانتے اس دعا مین وہ مطلق نصوص سے عمل کیون نہین کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے وہ یہہ کیون نہین کہتے (جیسا کہ خصوصیات اذکار مین وہ کہتے ہین) کہ خدا تعالے نے مطلق دعا کو مشروع کیا ہی اور یہہ شخص (جو فرایض کے بعد ہاتھہ اٹھاکر مانگتا ہی) بھی دعا کرتا ہی۔

یہ مثال (جو اپنی شبانروزی عمل مین ہی) ہزار دلیل سے زیادہ سخت حجت ہے اُسمین اگر وہ انصاف سے غور کرین تو اسی سے اپنے اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتے ہین اور وہ آنحضرت سے خصوصیت کے ساتھہ مروی و ثابت نہین) بدعت ہونا یقین کرلین یا وہ ایسے تشدّدات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھہ اٹھاکر دعا مانگنا بدعت ہی) چھوڑ دین مگر انکی موجودہ حالت کو دیکھکر مجھے امید نہین ہی کہ وہ ان باتون کو سمجھ سکین یا سمجھکر اپنے عذرات سے رجوع کرین مجھے زیادہ تر اون لوگون کی فہایش مدنظر ہی جو باوجود دعوے اتباع سنت ان لوگون کے مرید و مقلد ہو رہے ہین وہ لوگ خدا کے لئے تھوڑی دیر انکی تقلید و با افراط محبت کو (جسکی نسبت آچکا ہے وحبك للشيء يعمي ويصم ،، یعنے ایک چیز کی محبت تجھے اندہا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کرکے سوچین کہ کیا وہ بزرگوار سنت اجتماعی دعا بعد الفرایض کو بدعت کہتے یا سمجھتے اور ان اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع مین آچکی ہین لحاظ و اعتبار کرتے ہین اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہین متناقض القول نہین

ہین اسبات کو وہ خود نہ سمجھ سکین تو اون علماء و مقتدا اون سے جنکا علم و اقتدا مسلم ہے پوچھ لین آپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد پر بہروسہ نکرین ایسا کرینگے تو اسمین اور اون لوگون مین جنکو وہ پیر پرست سمجھتے ہین یا اماموں کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ آیندہ اختیار ہے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

تذییل

مین پہلے ہی بصفحہ (۴۵ و ۴۶) کہہ چکا ہون اور اب پھر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض و انکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہے اسی صورت مین ہے کہ ان خصوصیات کو کوئی دین سمجھے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین سمجھتے ہین) اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجھا جاے صرف ضرورتون اور عارضی سلسلون سے اتفاقیہ طور پر کام مین لایا جاے تو پھر ہمارا اعتراض و انکار نہین ہے مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ یا کوئی اور دعا ہر روز ایک سو مرتبہ پڑہتا ہے یا تلاوت کے لئے قرآن کا ایک پارہ یا سوا سپارہ مقرر کرتا ہے اور اس تعین و خصوصیت کو دین نہین سمجھتا (یعنے اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے) جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہے کچھ اور اجر و ثواب کی توقع نہین رکہتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعین کرتا ہے اسکے حق مین یہ خصوصیت بدعت نہین ہے ۔

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکہتا ہے مگر اس التزام کو بحکم خدا و رسول واجب اور نہین سمجھتا صرف اسوجہ سے التزام رکہتا ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہان اور کوئی لایق صحبت و صحابرکت نہین ہے یا اسکو کوئی ایسا نظر نہین آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فایدہ نہین اوٹہاتا) اسکی صحبت کا التزام رکہتا ہے تو اسکی حقین یہ التزام بدعت نہوگا ۔ وعلے ہذا القیاس ۔

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بھی کچھ کہینگے ورنہ بحیثیت حفظ

کتاب مستطاب

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب تھوڑی قیمت (۵ عہ) پر ملسکتی ہے اور **فتح الباری** شرح صحیح بخاری تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جسکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ مین انشاء اللہ تعالے وہ ہمدست عشاق اتباع ہوگی۔ **اسی قسم کی تالیف** و اشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف مین جولانی کرنے مین سے ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (ملحقہ کتاب منہج الوصول اور آپکے تراجم (جو اکثر تصانیف جناب کے ساتھ بطور تقریظ شامل کی گئی ہین) سے ملاحظہ فرماوین وہ میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جنکے سنت کے آپ خادم ہین) معجزہ خیال کرین تو ناروا نہین ایسے پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے مفقود ہے وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول و معمول بہا ہو گئی ہین اور اکثر علما ہندوستان۔ پنجاب۔ عرب۔ مصر۔ دمشق بیروت۔ بلغار یمن وغیرہ نے سر آنکھونپر رکھ لی ہین۔ تلقتہا الافاضل الفحول وھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سی پائی نہین گئی انکی تالیفات انکی مرنے کے بعد اون لوگون مین جو انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین اسی وجہ سی اور ان ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل "المعاصرة اصل المنافرة" یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہو رہی۔

اور جسقدر آپ سی احیا سُنت و اقامت خیرات و حسنات اور ازالہ بدعات و اخمال منکرات (جو لوازم و نتایج منصب دوم جناب سی ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہی۔ ہماری قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہی کہ ہم اسکی تفصیل کر سکین ولیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ از خروار و اندکے از بسیار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی آگے پیش کرتے ہین۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قایم کیا و رسوم سیئہ جنکا آپنی ازالہ کیا یا ازالہ کے درپئے ہین۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہائے گئے
۱	علماء و فضلاء بہ نسبت سابق زیادہ ملازم و دخیل ریاست ہوے	۷	اندہی اپاج وغیرہ معذورون کی وظایف مقرر ہوئے۔
۲	طالبعلمون کی وظیفی بہ نسبت سابق بڑہائی گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کی لئے وقفی مدرسہ قایم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفاخانہ بڑہائے گئے اور اطباء زیادہ رکہے گئے
۴	قران پڑہنے والی لڑکیون کی وظایف مقرر ہوئے		
۵	سرکاری محل مین تلاوت قران بکثرت جاری ہوئی	۹	تالاب و کنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہی) کثرت سی کہدوائے گئے

نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگائے گئے۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ ریا عاسی اُٹھایا گیا۔
	رسوم بد جنکا ازالہ ہو چکا
۱۲	زناکاری عام شہر کسبیون کی شہر سی اخراج سے روکی گئی۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینی والون کی اخراج سی روکی گئی۔
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سیکہانا شہر سی روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑونکا شہر سی اخراج ہوا۔
۱۵	مسلمانون کو شراب خواری سی عام ممانعت ہوئی۔
۱۶	مسجدون کی قریب باجا بجانا (جو بیاہون شادیون مین لوگ بجواتی ہین) موقوف ہوا
۱۷	رئیسہ کے دربار سی سرود موقوف ہوا
۱۸	تعزیہ داری کی اکثر بدعات مہندی وغیرہ سی ممانعت ہوئی

نمبر	رسوم
۱۹	شادی و ختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
	رسوم بد جنکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تدریجاً وقوع مین آنا چاہتا ہے۔
۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پہرنا
۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتہہ سڑکون پر پہرنا۔
۲۲	آمدنی سایرات
۲۳	تعزیہ سازی اور اُسکے متعلق رسوم
۲۴	حقوق چوہدرایت و رقوم سود اہل اسلام
۲۵	شہر کے باہر کسبیون کا آباد رہنا۔
۲۶	آمدنی آبکاری وغیرہ مسکرات
	اسی پر صدہا اور نظایر کو ناظرین قیاس کرین جنکی تفصیل دبیان سی ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہہ رسوم بد جنسی نواب صاحب بہوپال نے اہل اسلام بہوپال کو ممانعت کی ہی ان رسوم کی مانند ہین جنسے گورنمنٹ انگلشیہ بہی اپنی رعایا کو مانع ہے (جیسے قمار بازی ننگے پہرنا۔ مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ وغیرہ۔

مراد بخش

ان اوصاف کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم و ازالہ منکرات) کا اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب و خطاؤن (بقول مفتریان تصویر پر انعام دینے یا ایسی قسم کی اور باتون) کا عیوب و خطاؤن مجددین سابق سے مقابلہ و موازنہ کرین پھر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح بنظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسب مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین۔ ۹۔

نواب بھوپال کی ان رسوم مین مداخلت و ممانعت کسیکے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے۔

نواب صاحب نے ان رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سو انکو مذہب مین ان رسوم کا نام و نشان پایا نہین جاتا بلکہ اصلاح ممانعت آچکی ہے۔ زنا۔ سنا اجوری ناچنا۔ گانا بجانا۔ بیہودہ و فحش کام کرنا خود ان لوگون کے (جو یہ کام کرتے ہین) خیال مین بھی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے علماء بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال مین) ہی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین۔ پھر نواب صاحب کا ان باتون سے کسی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہو سکتی ہے؟ مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے۔ یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے۔ بلکہ غور سے دیکھا جاوے تو ایسی رسوم بد (مبدء، شر و فساد) مین دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا ہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی مین دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور مبدء شر سمجھا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیون نہ کہلاتی ہون) دست اندازی کی ہے اور یہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجھی گئی دیکھو ستی ہونا ہندوون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجھی جاتی ہے اور تپسیا کرکے (بھوکھو رکھکر یا آگ کی تپش مین جلکر)

+ گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور اسکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو۔

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سی بڑہکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہین -

اور یہ بہی فرماوین کہ ہمنی اور ہماری ہمعصر علماء نے جو نواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکی عیوب و خطاؤنکا (ناحق انکے ذمہ لگائے جاتے ہون خواہ واقعی انمین موجود ہون) اس خیال سی کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہین

خودکشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجہا جاتا ہی اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتہہ کاٹ دینا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار و تعلق ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا ان رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت و مزاحمت کا یہی سبب ہی کہ گورنمنٹ ان رسوم مین اپنی خیال مین شر و فساد دیکہتی ہے اور اون لوگون کا ان رسوم کے ادا کرنے کا واجبی حق نہین سمجہتی - پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بدمعمولہ اہل اسلام - (جیسے زناکاری و شرابخوری) کو بدو مبدء و فساد سمجہا اور بنظر مصلحت عام و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنی خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجہہ لے) تو اسمین بے جا مزاحمت و ناواجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی چہ جائے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم نہون مذہب ان رسوم سی خود مانع ہو -

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سی ناواقف انگریز ایسی مسلمانون کو (جو اپنے حدود اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جنسے گورنمنٹ مانع نہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سی خالی ہین) اور پالیسی گورنمنٹ سی خوف واقف ہین (جیسے ہمارے ہر دل عزیز فیاض ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن بالقابہ ہین (خدا اونکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشی) وہ ایسے مسلمانون کو پکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بہی پاے گئے ہین لحاظ و اعتبار نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیۃ یا حدیث یا اجماع امۃ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا ۔ ؟

شاید ہماری معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہی اور علماء وقت خصوصًا (معترض کے ہموطنون (لکہنو والون) کو مجدد نہین کہا ۔)

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہی کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکہا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکہا کہ اسمین مجددین لکہنو وغیرہ کا بہی ذکر آجاتا اور تو کسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنے شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بہی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنے شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین ذکر کیون چہوٹتا **آیندہ** ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکہینگے تو اسمین ہم مجددین لکہنو وغیرہ کا نام بہی ضرور درج کرینگے ۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو اونکے ایسے اوصاف کمال بتا دین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کئے ہین ۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

ورعایا کا پورا وفادار خیال کرتے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بہی سچا وفادار رہیگا و حق شناس ہوگا ۔

دیا یا دلوایا ہی) کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنے انکو ایسی حالت کر ساتھ مجدد کہا ہی) لی گئی ہی پڑھا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ ہوپال کیا۔ دہائی یہ جواب آیا کہ یہ خبر بالکل بے اصل و بوج ہی۔ نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکھنو کے مصور نے ایک اہلکار ریاست (نایب مدارالمہام) کی ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم بھی نہین ہوا چہ جاے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض مؤدب کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجھ کر اور آیۃ کا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث کل ما سمع پیش چشم رکھکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصورین) نواب صاحب کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام۔

آپکی تصویر قدآدم کا کہنچا جانا اور تاج المحل ہوپال مین رکھا جانا ہی آپکی رضا و اختیار سی نہین ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابون اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب کی بے اختیاری مخفی نہین ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتے ہین کہ نوابصاحب اس مجلس سی اوٹہہ سکتے تہے یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتے تہے۔

اور تاج محل مین اس تصویر کا رکھا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین۔ وہ تصویر کہنچی یا کہنچوائی یا اختیاراً گہر مین رکہنی کو

+ جسکا کچھ علم نہو اسکے حق مین گمان آنکہ اور دل سب سی سوال ہوگا۔

+ آدمی کو جھوٹا ہونے یا جھوٹ بولنے کے لیے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے۔

‡ اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی دلی متقی) کا بہی ایسا نہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آج کل اکثر اشیاء ساخت یورپ و یوروپین اشخاص (روپیہ پیسہ بیگا لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ)

بہت بُرا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سی معلوم ہوئی ہی۔
اسپر اگر کوئی سوال کرے کہ تو ابصاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے
ایسا تعلق ہی کہ اسکے ذریعہ سی وہ جو چاہین ریاست مین کرڈالین پھر وہ رئیسہ کو ایسے
امور سی کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم
ریاست ہین با اختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فوراً کرادین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضاے
مصلحت نیک صلاح دینی کا حق و منصب رکھتے ہین سو اسکے بہت موقعہ پورا کیا بیسون منکرات
کو ریاست سی ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہی اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین (جنمین یہ
امر جس سی بحث ہی بھی داخل ہی) انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا نے چاہا تو توفیق کو بڑہایا
تو رفتہ رفتہ ان سبھی منکرات کا انتفاع ہوگا اور بھوپال بلدۃ طیبۃ و ربّ غفور کا مصداق
ہو جائیگا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست بھوپال سی منکرات کا ازالہ ہوا ہے
یہ بھی جناب کی کرامت و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے دیوان
ہمدمی کو کسی ریاست سی حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسی اسکا عشر
عشیر بھی ہوسکے بلکہ یہہ خوف ہی کہ انکو ایسی منکرات مین رئیسون
کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تہا جو تھوڑے
عرصہ مین۔ کر دکھایا۔ ھذا ما اعتقد فیہ واحسب واللہ حسیبہ
وھو بکل شیء حسیب۔

یہہ مضمون گویا مضمون نواب صاحب بھوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ
ہے۔ اسوجہ سی اسمضمون کا مابقی مستقل طور پر لکھا نہین گیا۔

تصویر سی خالی نہین کسی مقوس و مستقی (گہرین اور گہرے) ہونگے تو دیوار سلائی کا بکس بھی ہوگا وہ بھی تصویر سی
خالی نہین ہمارے معتبر ذریعہ سی (جو تصاویر کا کارخانہ اخبار پر علاوہ تصویر اخبار کے اور کتابون کی کاغذ کی رنگ برنگ کی جلدین
جنمین کتون و بلیون کی تصویرین ہین ٹکٹ لگی ہوئی ہین) اس سی صرف نظر کیا جائیگا لاضطرار اطلاعتیار تصویر گیرس۔ مکھی کی تصویر
بھی نہین کہنچ سکتا جہان بحث کو کوئی تصویر گیر مین کہی جائز ہی کہ کوئی جائز بالفعل (یعنی جسکو ہم ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہین)
کریگا جو تصویرین ہمکو گھروندون مین ناجائز ہین اور جو بھوپال مین ہین وہ ناجائز ہیتو اسوقت ہم الزام مزید بحث کرینگے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ انکو کوئی دشمن انکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون ہے اسلئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی وجانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اُسکے جواب مین جناب لارڈ ڈپن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خیریت خط شکریہ بیگم صاحبہ کامع اینجانب ظاہر فرمایا۔ اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیرسگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اِس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان رعایاے ہند وریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ اِس دولت عظمیٰ کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن اُنکے تہمت وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا کسطرح پر ہے اور غبار اہل اسلام بلکہ بعض امرا مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط کبھی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یاردن نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ انھون نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرادیا تھا جیسے تعزیہ سازی پیر پرستی گورپرستی وغیرہ لیکن زمانہ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست بھوپال اور متوسل اُسکے خواہ اخوان ریاست ہون جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین ہین یا اہلکار ریاست بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ گورنمنٹ عالیہ ہیں اور یہہ ریاست اس امر مین فایق ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جبکو جو چاہتے ہین کہدیتے ہین سو یہ رسالہ اُن غیرون کا بھی مددگار ہوگا جو بلاوجہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور جو

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود پر فایز ہوا۔ ابن سعود بہی نماز کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بہی تہی اور بعضون نے کہا کہ عبد القادر مذکور نے عبد العزیز کو اپنے عیال کے عوض مین قتل کیا کہ وہ اُسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ کیا تمام ہوا مضمون آثار الادہار کا۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبد العزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پر بیٹھا ۱۸۰۴ء مین اُسکا حال آثار الادہار مین یون لکہا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سے بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت پیارا تھا اور باپ نے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کرکے جابجا قریب و بعید ملکون مین روانہ کیا تہا اور وہ بسرداری لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور حلم اور عدل تھا اسلئے خاص اور عام اُسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال طلاق مین اوس نے بہت کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم رہا اُسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اُسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اُسکے گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور اُنمین پھوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا اور بڑے لشکر والا اور اُسکی ڈاڑہی اور مونچہون کے بال بہت گہنے تھے سو اہل درعیہ نے اُسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اُسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے تین اور جب اسکے باپ عبد العزیز نے انتقال کیا اُسوقت سعد حجاز مین غالب شریف کی لڑائی مین مشغول تہا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے مغلوب ہو کر اُسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ مین لوٹ کر آیا اور وہابیون کو

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم وتوقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا پھر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہرون مین اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہر ینبع مین اُترا اور وہان کے لوگون نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ مین گیا اور وہان کے لوگون پر جزیہ باندہا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کردیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیگیا بعضون نے کہا کہ ساٹھ اونٹھون پر بار کرکے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمرین شیخ نجی حرب کو حاکم کیا اور لوگون کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈہانیکا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب نہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیون کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیون کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگون کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہو سکے اور اواخر ۱۸۰۳ء مین سعود نے ابونقطہ کو جو عسیریون کا شیخ تہا اپنے لشکر کے پیادون کے ساتھ صنعا ویمن کے شہرون مین بہیجا اور اُس نے اُن شہرون مین داخل ہوکر بہت خونریزی کی اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہرون مین لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچاوے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اُسکا تمام بلاد عرب مین چل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قری یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض وطویل ہوگئی - پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بہیجے اور مابین النہرین اُنہون نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ مین داخل ہوئے پھر اپنے حرک غلام کو صحرا شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جاکر وہان قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور قتل وقمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تھوڑی مسافت باقی رہگئی اور اس اثنا مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور ۱۸۱۱ء مین یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین صلح عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے رس خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہوگیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزون کی کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۲ء مین سعود نے بلاد شام کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۵۴) شہر ونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پاکر لوٹ گیا اور پھر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حائل نے اُسکی طاعت اور انقیاد سے انکار کیا اُسنے اوسیوقت اپنا کچھ لشکر اُس جانب روانہ کیا اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہوکر وہان کے چھوٹے بڑونکو تبع کیا۔ اور وہان دیس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہین بچا اور جب امر وہابیت نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکھا کہ ان لوگون کو بزور بلاد حجاز سے نکالدو اور اُنکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہا سے اُٹھادو سو اُس نے توشہ اور لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کرلیا اُسپر طرسون پاشا نے اپنے بیٹے کو امیر بنا کر روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول پر روانہ ہوکر (۴۸) جہازون مین براہ سویس ینبع تک پہنچا اور ۱۸۱۱ء کے اوایل مین پھر ینبع سے

مراد بخش

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پھر عبداللہ
بن سعود اور اسکے بھائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک
منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب
اموال و اثقال اسکے وہابیون کے ہاتہہ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب انکے
ہاتہہ لگین پہر طرسون پاشا انکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول
سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گہیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سے مدینہ
مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی
اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو انہون نے
امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سے دور
گئے ایک لشکر نے اُنپر حملہ کیا اور اُنمین سے کسیکو نہ چہوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور ۱۸۱۴ء
مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون
مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفذہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور
تہوڑی عرصہ مین وہابیون نے اُنپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر
مین داخل ہوئے اور قتل وقمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبدالعزیز جنکا
ہم حال لکہہ رہے ہین اُسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹھوین جمادی الاول
سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اُسکی اڑسٹھ برس کی تھی
چوتھے عبداللہ بیٹا اُسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے مرد شجاع تہا اور
اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری
مین اپنے باپ سے بڑہکر تہا مگر صاحب عزم ایسا نہ تہا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا
عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا
تفقد حال کیا اور اُن سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

غالب ہوا اور لوگون کو اُنکی شہر سے امان دی پھر عزیز مصر کہ مین لوٹ آیا ۱۸۱۸ء
مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اِس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے
لوٹ لیگیا ہے پہیر دے اور اگر نہ پہیریگا تو لشکر عزیز کہ درعیہ مین داخل ہوکر بالکل
استیصال درعیہ کا کرے گا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خُبرہ مین جو تقسیم کے حوالی مین ہے اُترا ہوا تھا
اور ابن سعود شنان مین اُترا جو خبرہ سے کئی گھنٹے کے راہ پر ہے اور وہان مصریون
کی راہ بند کی انکو گھیر لیا وہ اُنکے لشکر کے کثرت سے ڈرے اِن سے صلح چاہی اُسمین
ابن مسعود کے ساتھہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے انکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود
اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتھہ ٹھہرے کہ وہان سے کچھہ مزاحمت کی
جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کے اور مصری لوگ تقسیم کو چھوڑین
اور ان مشایخان عرب کو پہیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کرکے مصریون مین
مِلگئے تھے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوا اُسکے اور شرطین مقرر ہوئین
اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے ظہر کیطرف لوٹا پھر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر شہر ربیع
۱۸۱۵ء مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اِسلئے کہ وہ مصر کو کسی
ضرورت سے چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب
کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت
ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون
قاصد بخیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بُری لگی اور دوبارہ
لشکر اُن کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال ۱۸۱۶ء تک رہا اور شہر اب مین سنہ مذکور
سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
مین بڑی کوشش کی اور اُنکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اللہ نے